Al-Watan
Tours & Travels
Hajj & Umrah Group Operator.
Domestic & International Air Ticketing and Visa Services
#:Shop No.15, 16, Shujaiya Bazar, Charminar, Hyderabad.
Ph: 040-66171244 / 9247772786

ST
# شجاعیہ ٹائمز
انگریزی ہفت روزہ
Urdu Edition/اردو ایڈیشن

14 ستمبر 2025ء ☆ تعدادِ صفحات:4 ☆ قیمت:-/10 روپے

# میلاد النبی ﷺ قرآن وحدیث کی روشنی میں

سب سے پہلے میلاد کا لغوی معنی اور اصطلاحی معنی ملاحظہ فرمائیں: **لفظ میلاد کی لغوی تحقیق**:۔میلاد عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کا مادہ ''ولد (و۔ل۔د)'' ہے۔میلاد عام طور پر اس وقت ولادت کے معنوں میں مستعمل ہے۔میلاد اسم ظرف زمان ہے۔قرآن مجید میں مادہ ولد کل 93 مرتبہ آیا ہے اور کلمہ مولود 3 مرتبہ آیا ہے۔(المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم) احادیث نبوی میں لفظ میلاد و مولد کا استعمال:۔احادیث نبوی ﷺ میں مادہ ولد (و۔ل۔د) بے شمار مرتبہ استعمال ہوا ہے۔اس کی وضاحت المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی میں موجود ہے۔(المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی الجزالسابع)

**اردو میں لفظ میلاد**:۔نوراللغات میں لفظ میلاد و مولود۔مولد کہ یہ معنی درج کئے گئے ہیں

1: میلاد۔۔۔پیدا ہونے کا زمانہ، پیدائش کا وقت

2: وہ مجلس جس میں پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت کا بیان کیا جائے۔ وہ کتاب جس میں پیغمبر ﷺ کی ولادت کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

**اصطلاحی مفہوم**:۔میلاد کے لغوی مفہوم میں اس بات کی وضاحت ہو چکی ہے کہ اردو زبان میں اب یہ لفظ ایک خاص مفہوم کی وضاحت وصراحت اور ایک مخصوص اصطلاح کے طور پر نظر آتا ہے۔حسن مثنی ندوی لکھتے ہیں ''حضور اکرم نور مجسم محمد ﷺ کی ولادت باسعادت کے تذکرے اور تذکیر کا نام محفل میلاد ہے۔اس تذکرے اور تذکیر کے ساتھ ہی اگر دلوں میں مسرت وخوشی کے جذبات کروٹ لیں۔یہ شعور بیدار ہو کہ کتنی بڑی نعمت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرفراز کیا اور اس کا اظہار بھی ختم الرسل ﷺ کی محبت واطاعت اور خداوند بزرگ و برتر کی حمد وشکر کی صورت میں ہوا اور اجتماعی طور پر ہو تو یہ عید میلاد النبی ﷺ ہے۔

(سیارہ ڈائجسٹ لاہور رسول نمبر 1973ء (جلد دوم) ص 445)

**قرآن مجید سے جشن ولادت منانے کے دلائل**:۔* اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ترجمہ ''اور اپنے رب کی نعمت کے خوب چرچے کرو'' (سورۃ الضحیٰ، ) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ حکم دے رہا ہے کہ جو تمہیں میں نے نعمتیں دی ہیں، ان کا خوب چرچا کرو، ان پر خوشیاں مناؤ۔ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بے شمار نعمتیں ہیں۔کان، ہاتھ، پاؤں، جسم، پانی، ہوا، مٹی وغیرہ اور اتنی زیادہ نعمتیں ہیں کہ ہم ساری زندگی ان کو گن نہیں سکتے۔خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ترجمہ ''اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کرسکو گے'' (پارہ 13) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی گنتی ہم سے نہیں ہوسکتی۔تو پھر ہم کن کن نعمتوں کا پرچار کریں۔عقل کہتی ہے کہ جب گنتی معلوم نہ ہوسکے تو سب سے بڑی چیز کو ہی سامنے رکھا جاتا ہے۔کیونکہ وہی نمایاں ہوتی ہے۔اسی طرح ہم سے بھی اللہ پاک کی نعمتوں کی گنتی نہ ہوسکی تو یہ فیصلہ کیا کہ جو نعمت سب سے بڑی ہے اس کا پرچار کریں۔اسی پر خوشاں منائیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہوسکے۔سب سے بڑی نعمت کون سی ہے؟ آیئے قرآن مجید سے پوچھتے ہیں ترجمہ ''اللہ کا بڑا احسان ہوا مومنوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے'' (سورۃ آل عمران) اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں مگر کسی نعمت پر بھی احسان نہ جتلایا۔

قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی اور نعمت پر احسان کیوں نہیں جتلایا۔صرف ایک نعمت پر ہی احسان کیوں جتلایا؟ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ان گنت نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت آخری نبی ﷺ ہیں اور قرآن کے مطابق ہر مسلمان کو اپنے نبی ﷺ کی آمد پر خوشیاں منانی چاہئیں۔* قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ترجمہ ''تم فرماؤ اللہ عزوجل ہی کے فضل اور اسی کی رحمت، اسی پر چاہئے کہ وہ خوشی کریں۔وہ ان کے سب دھن و دولت سے بہتر ہے'' (سورۃ یونس) لیجئے! اس آیت میں تو اللہ تعالیٰ صاف الفاظ میں جشن منانے کا حکم فرما رہا ہے۔کہ اس کے فضل اور رحمت کے حصول پر خوشی منائیں۔قرآن نے فیصلہ کردیا کہ نبی کی آمد کا جشن مناؤ کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ سے بڑھ کر کائنات میں کوئی رحمت نہیں۔خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ترجمہ ''اور ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لئے'' (پارہ 17)

**مسلمان اگر رحمۃ للعالمین ﷺ کی آمد کی خوشی نہیں منائیں گے تو اور کون سی رحمت پر منائیں گے۔لازم ہے کہ مسلمان رحمت دو عالم ﷺ کی آمد کا جشن منائیں۔**

**احادیث مبارکہ سے جشن منانے کے دلائل**:۔*اپنی آمد کا جشن تو خود آقا ﷺ نے منایا ہے۔تو ان کے غلام کیوں نہ منائیں؟ چنانچہ حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بارگاہ رسالت میں عرض کی گئی کہ ''یارسول اللہ ﷺ آپ پیر کے دن کا روزہ کیوں رکھتے ہیں؟'' آپ ﷺ نے جواب دیا ''اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی'' (صحیح مسلم شریف جلد اول) نبی ﷺ کے غلامو! خوش ہو جاؤ اور خوشی سے اپنے نبی ﷺ کی آمد کا جشن منایا کرو کیونکہ یہ جشن تو خود آقا ﷺ نے منایا ہے۔اس کرہ ارض پر بسنے والے کسی بھی عالم دین (اگرچہ وہ صحیح عالم ہو) سے نبی ﷺ کے پیر کے روزے کے متعلق دریافت کیجئے، اس کا جواب یہی ہوگا کہ نبی ﷺ نے اپنی ولادت کی خوشی میں روزہ رکھا۔نبی علیہ السلام اپنی آمد کی خوشی منائے اور نبی علیہ السلام کے غلام اپنے آقا کا جشن نہ منائیں۔

یہ کیسی محبت ہے؟ اسی لئے تو مسلمان ہر سال زمانے کی روایات کے مطابق جشن ولادت مناتے ہیں۔کوئی روزہ رکھ کر مناتا ہے تو کوئی قرآن کی تلاوت کر کے، کوئی نعت پڑھ کر، کوئی درود شریف پڑھ کر، کوئی نیک اعمال کا ثواب اپنے آقا ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا کر تو کوئی شیرینی بانٹ کر، دیگیں پکوا کر غریبوں اور تمام مسلمانوں کو کھلا کر اپنے آقا ﷺ کی ولادت کا جشن مناتا ہے۔یعنی زمانے کی روایات کے مطابق اچھے سے اچھا عمل کر کے اپنے آقا ﷺ کی ولادت کا جشن منایا جاتا ہے۔پس جو شخص نبی ﷺ کو مانتا ہے تو وہ سنت نبوی ﷺ سمجھ کر اپنے آقا کی ولادت کا جشن منائے گا اور جو شخص نبی ﷺ کو نہیں مانتا، وہ اس عمل سے دور بھاگے گا۔* نبی اکرم ﷺ کے چچا ابولہب جو کہ پکا کافر تھا۔جب اسے اس کے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے یہاں بیٹے کی ولادت کی خوشخبری ملی تو بھتیجے کی آمد کی خوشخبری لانے والی کنیز ''ثویبہ'' کو اس نے انگلی کا اشارہ کر کے آزاد کردیا۔ابولہب کے مرنے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بڑے برے حال میں ہے تو اس سے پوچھا کیا گزری؟ ابولہب نے جواب دیا ''مرنے کے بعد کوئی بہتری نہ مل سکی ہاں مجھے اس انگلی سے پانی ملتا ہے کیونکہ میں نے ثویبہ لونڈی کو آزاد کیا تھا'' (بخاری شریف جلد دوم) اسی روایت کے مطابق ہمارے اسلاف جو کہ اپنے دور کے مستند مفسر، محدث اور محقق رہے ہیں ان کے خیالات پڑھئے اور سوچئے کہ اس سے بڑھ کر جشن ولادت منانے کے اور کیا دلائل ہوں گے؟

(1) ابولہب وہ بدبخت انسان ہے جس کی مذمت میں قرآن کی ایک پوری سورۃ نازل ہوئی ہے لیکن محض اس وجہ سے کہ اس کی آزاد کردہ باندی نے نبی اکرم ﷺ کو دودھ پلایا تو اس کا فائدہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو کچھ نہ کچھ ملتا رہا۔سہیلی وغیرہ نے اس خواب کا اتنا حصہ اور بیان کیا ہے۔ابولہب نے حضرت عباس سے یہ بھی کہا کہ دوشنبہ پیر) کو میرے عذاب میں کچھ کمی کردی جاتی ہے۔علماء کرام نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ حضو ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت سنانے پر ثویبہ کو جس وقت ابولہب نے آزاد کیا تھا اسی وقت اس کے عذاب میں کمی کی جاتی ہے'' (تذکرہ میلاد رسول) **(2)** شیخ محقق حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان مبارک: ''میلاد شریف کرنے والوں کے لئے اس میں سند ہے جو شب میلاد خوشیاں مناتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں۔یعنی ابولہب کافر تھا اور قرآن پاک اس کی مذمت میں نازل ہوا۔جب اسے میلاد کی خوشی منانے اور اپنی لونڈی کے دودھ کو آنحضرت ﷺ کے لئے خرچ کرنے کی وجہ سے جزا دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو محبت اور خوشی سے بھرپور ہے اور میلاد پاک میں مال خرچ کرتا ہے'' (مدارج النبوۃ دوم) **(3)** حضرت علامہ مولانا حافظ الحدیث ابن الجزری رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان مبارک: ''جب ابولہب کافر جس کی مذمت میں قرآن پاک نازل ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کی ولادت کی خوشی میں جزا نیک مل گئی (عذاب میں تخفیف) تو حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے مسلمان موحد کا کیا حال ہوگا۔جو حضو ﷺ کی ولادت کی خوشی مناتا ہو اور حضور کی محبت میں حسب طاقت خرچ کرتا ہو۔مجھے اپنی جان کی قسم اللہ کریم سے اس کی جزا یہ ہے کہ اس کو اپنے فضل عمیم سے جنت نعیم میں داخل فرمائے گا'' (مواہب لدنیہ جلد اول) **(4)** جلیل القدر محدث حضرت علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان مبارک: ''جب ابولہب کافر (جس کی قرآن میں مذمت بیان کی ہے) آپ ﷺ کی ولادت پر خوش ہونے کی وجہ سے یہ حال ہے تو آپ ﷺ کی امت کے اس موحد مسلمان کا کیا کہنا جو آپ ﷺ کی ولادت پر مسرور اور خوش ہے'' (بیان المولد النبوی) ان محدثین کرام اور اسلاف کے خیالات سے ثابت ہے کہ جشن ولادت منانا اسلاف کا بھی محبوب عمل رہا ہے اور یہ بات واضح ہے کہ جب کافر محمد بن عبداللہ ﷺ کی آمد کی خوشی منا کر فائدہ حاصل کرسکتا ہے تو مسلمان محمد رسول اللہ ﷺ کی آمد کا جشن منا کر کیوں فائدہ حاصل نہیں کرسکتا؟ بلکہ ابن الجزری نے تو قسم اٹھا کر فرمایا ہے کہ میلاد منانے والوں کی جزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں جنت میں داخل فرمادے گا۔

جشن ولادت کو ''عید'' کہنے کی وجوہات:۔جبکہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں، ایک عید الفطر اور دوسری عید الاضحیٰ، یہ تیسری عید، عید میلاد النبی ﷺ کا جواز کہاں سے؟

اصل میں عام لوگ ''عید'' کی تعریف سے ہی واقف نہیں اگر کچھ علم پڑھ لیا ہوتا تو ایسی بات نہ کرتے۔

**عید کی تعریف اور جشن میلاد کو عید کہنے کی وجہ**:۔ابوالقاسم امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی 502ھ) عید کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''عیدا سے کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے، شریعت میں یہ لفظ یوم الفطر اور یوم النحر کے لئے خاص نہیں ہے۔عید کا دن خوشی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''عید کے ایام کھانے پینے اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ وقت گزارنے کے لئے ہیں'' اس لئے ہر وہ دن جس میں خوشی حاصل ہو، اس دن کے لئے عید کا لفظ مستعمل ہو گیا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے متعلق ارشاد ہے کہ ''ہم پر آسمان سے خوان (کھانا) اتار کہ وہ ہمارے (اگلوں پچھلوں کے لئے) عید ہو'' اور عید انسان کی اس حالت خوشی کو کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے اور ''العائد'' ہر اس منفعت کو کہتے ہیں جو انسان کو کسی چیز سے حاصل ہو'' علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا کلام سے معلوم ہوا کہ عید ہر اس دن کو کہتے ہیں

1: جس میں انسان کو کوئی خوشی حاصل ہو

2: جس میں اللہ عزوجل کی طرف سے کوئی خصوصی رحمت ونعمت عطا ہوئی ہو۔

3: جسے کسی خوشی کے موقع سے کوئی خاص مناسبت ہو۔الحمدللہ عزوجل جل! بارہ ربیع الاول کے موقع پر یہ تینوں صورتیں ہی جمع ہوتی ہیں۔آپ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ ایک مسلمان کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کے ولادت پاک کے دن سے بڑھ کر کیا خوشی ہوسکتی ہے؟ اس خوشی کے سبب بھی بارہ ربیع الاول کو عید کا دن قرار دیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ جن کے صدقے ہمیں خدا کی پہچان ملی، ایمان کی لازوال دولت ملی، قرآن جیسا بابرکت تحفہ ملا جن کے صدقے زندگی گزارنے کا ڈھنگ آیا (بقیہ صفحہ 2 پر)

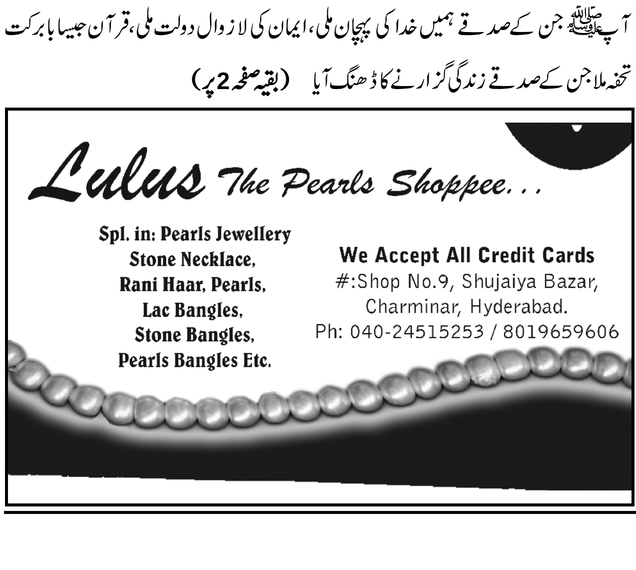

شجاعیہ ٹائمز

14 ستمبر 2025 ء

معلوماتی

# میلاد النبی ﷺ قرآن وحدیث کی روشنی میں

**(بقیہ صفحہ 1 کا)** ا ور جن کی ذات اقدس ہمارے لئے سراپا رحمت ہے آپ ﷺ جیسی عظیم ہستی سے بڑھ کر کون سی رحمت اور کون سی نعمت ہے؟ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری خوان رحمت عطا ہونے والے دن کو عید کہہ سکتے ہیں اور وہ دن ان کے اگلوں پچھلوں کے لئے یوم عید ہوسکتا ہے تو ہم بدرجہ اولیٰ اس بات کے مستحق ہیں کہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روز ولادت کو عید میلاد النبی ﷺ کا نام دیں اور عید منائیں۔

**صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جو آپ ﷺ سے مثالی اور بے لوث محبت کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد جشن عید میلاد النبی ﷺ منانا!**

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی حضور پرنور ﷺ کا میلاد منایا اور سرور کونین ﷺ کے سامنے منعقد کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے منع کرنے کے بجائے خوشی کا اظہار فرمایا۔ جلیل القدر صحابی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت ﷺ میں قصیدہ پڑھ کر جشن ولادت منایا کرتے تھے۔ حدیث: سرکا ﷺ خود حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے منبر رکھا کرتے تھے تا کہ وہ اس پر کھڑے ہوکر سرکا ﷺ کی تعریف میں فخریہ اشعار پڑھیں۔ سرکا ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے فرماتے اللہ تعالیٰ روح القدس (حضرت جبرائیل علیہ السلام) کے ذریعہ حسان کی مدد فرمائے (بخاری شریف جلد اول) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر گیا۔ وہ اپنی اولاد کو حضو ﷺ کی ولادت کے واقعات سکھلا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ آج کا دن ہے۔ سرکا ﷺ نے اس وقت فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے واسطے رحمت کا دروازہ کھول دیا اور سب فرشتے تم لوگوں کے لئے دعائے مغفرت کررہے ہیں۔

جو شخص تمہاری طرح واقعہ میلاد بیان کرے اس کو نجات ملے گی۔ (بحوالہ رضیہ التنویر فی مولد سراج المنیر) احادیث مبارکہ میں میلاد کی نفی میں ایک حدیث بھی وارد نہیں ہوئی ہے جس میں واضح طور پر یہ لکھا ہو کہ میلاد نہ منایا جائے۔ حالانکہ کئی ایسے کام ہیں جس کا نہ تو حضو ﷺ نے کرنے کا حکم فرمایا تھا اور نہ ہی کبھی آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں کیا تھا لیکن صحابہ کرامؓ نے ان کاموں کو کیا اور کئی ایسے افعال ہیں جنہیں صحابہ کرام نے نہ کبھی کیا اور نہ کرنے کا حکم فرمایا لیکن تابعین اور ائمہ واولیاء کرام نے انہیں کیا۔ کیونکہ جو کام قرآن' حدیث اور اجماع کے خلاف نہ ہو وہ کام جائز ہے۔

**علمائے امت کے اقوال وافعال سے جشن عید میلاد النبی ﷺ کا ثبوت:۔**

اس امت کے بڑے بڑے مفتیان کرام، علماء کرام، مفسرین، محدثین، شارحین اور فقہاء نے اپنی اپنی کتابوں میں جشن عید میلاد النبی ﷺ منانے کو باعث اجر وثواب لکھا ہے، چنانچہ علمائے امت کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

1۔ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ (المتوفی 150ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ کی دینی خدمات اس قدر ہیں کہ ساری دنیا کے مسلمان ان شاء اللہ عزوجل تا قیامت کے علم سے مستفید رہیں گے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ''قصیدہ نعمانیہ'' میں حضور نبی اکرم ﷺ کا میلاد شریف یوں بیان کرتے ہیں: یعنی! ''آپ ﷺ ہی وہ ہیں کہ اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا اور آپ ﷺ پیدا نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ پیدا کیا جاتا۔ آپ ﷺ وہ ہیں جن کے نور سے چودھویں کا چاند منور ہے اور آپ ﷺ ہی کے نور سے یہ سورج روشن ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی خوشخبری سنانے آئے اور آپ ﷺ کے حسن صفات کی خبر لے کر آئے'' (قصیدہ نعمانیہ) 2۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ (المتوفی 204ھ) آپ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''میلاد شریف منانے والا صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا'' (النعمۃ الکبریٰ بحوالہ ''برکات میلاد شریف'')

3۔ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ (المتوفی 241ھ) آپ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں ''شب جمعہ، شب قدر سے افضل ہے کیونکہ جمعہ کی رات سرکار علیہ السلام کا وہ نور پاک اپنی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مبارک رحم میں منتقل ہوا جو دنیا وآخرت میں ایسی برکات وخیرات کا سبب ہے جو کسی گنتی وشمار میں نہیں آسکتا'' (اشعۃ اللمعات)

4۔ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ (المتوفی 606ھ) فرماتے ہیں کہ ''جس شخص نے میلاد شریف کا انعقاد کیا۔ اگرچہ عدم گنجائش کے باعث صرف نمک یا گندم یا ایسی ہی کسی چیز سے زیادہ تبرک کا اہتمام نہ کرسکا تو ایسا شخص برکت نبوی ﷺ سے محتاج نہ ہوگا اور نہ ہی اس کا ہاتھ خالی رہے گا'' (النعمۃ الکبریٰ)

5۔ حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 756ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ''قصیدہ تائیہ'' کے آخر میں حضور نبی کریم ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے۔ ترجمہ ''میں قسم اٹھاتا ہوں کہ اگر تمام دریا وسمندر میری سیاہی ہوتے اور درخت میرا قلم ہوتے اور میں آپ ﷺ کی عمر بھر نشانیاں لکھتا تو ان کا دسواں حصہ بھی نہ لکھ پاتا کیونکہ آپ کی آیات وصفات ان چمکتے ستاروں سے بھی کہیں زیادہ ہیں'' (نثر الدرر علی مولد ابن حجر) 6۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی 774ھ) فرماتے ہیں ''رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی شب اہل ایمان کے لئے بڑی شرافت، عظمت، برکت اور سعادت کی شب ہے۔ یہ رات پاکی ونظافت رکھنے والی، انوار کو ظاہر کرنے والی، جلیل القدر رات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات میں وہ محفوظ پوشیدہ جوہر ظاہر فرمایا جس کے انوار کبھی ختم ہونے والے نہیں'' (مولد رسول ﷺ) 7۔ امام حافظ بن حجر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 852ھ) نے ایک سوال کے جواب میں لکھا ''میرے لئے اس (محفل میلاد) کی تخریج ایک اصل ثابت سے ظاہر ہوئی، دراصل وہ ہے جو بخاری ومسلم میں موجود ہے: ترجمہ ''حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو دسویں محرم کا روزہ رکھتے دیکھا۔ ان سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ دن ہے، جس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تھی، ہم اس دن کا روزہ شکرانے کے طور پر رکھتے تھے'' (صحیح البخاری) علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی معین دن میں احسان فرمانے پر عملی طور پر شکر ادا کرنا چاہئے۔ پھر فرماتے ہیں حضور سرور کائنات نبی رحمت ﷺ کی تشریف آوری سے بڑی نعمت اور کیا ہوسکتی ہے (نثر الدرر علی مولد ابن حجر) 8۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ (المتوفی 911ھ) آپ فرماتے ہیں کہ میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں منعقد کی جانے والی یہ تقریب سعید (مروجہ محافل میلاد) بدعت حسنہ ہے جس کا اہتمام کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ اس لئے کہ اس میں حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم، شان اور آپ کی ولادت باسعادت پر فرحت ومسرت کا اظہار پایا جاتا ہے (حسن المقصد فی عمل المولد) 9۔ امام ملا علی قاری علیہ رحمہ الباری (المتوفی 1014ھ) آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''جب میں ظاہری دعوت وضیافت سے عاجز ہوا تو یہ اوراق میں نے لکھ دیئے تا کہ یہ معنوی ضیافت ہوجائے اور زمانہ کے صفحات پر ہمیشہ رہے، سال کے کسی مہینے سے مختص نہ ہو اور میں نے اس کا نام ''المورد الروی فی مولد النبی ﷺ'' رکھا ہے (المورد الروی)

10۔ حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ہمیشہ مسلمان ولادت پاک کے مہینے میں محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں اور دعوتیں کرتے ہیں اور اس ماہ کی راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں، خوشی مناتے ہیں، نیکی زیادہ کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے کا بہت اہتمام کرتے ہیں'' (انوار محمدیہ) 11۔ مفتی مکہ مکرمہ حضرت سید احمد زینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میلاد شریف کرنا اور لوگوں کا اس میں جمع ہونا بہت اچھا ہے'' (سیرۃ نبوی)

ایک اور جگہ حضور مفتی مکہ مکرمہ فرماتے ہیں ''محافل میلاد اور افکار اور اذکار جو ہمارے ہاں کئے جاتے ہیں ان میں سے اکثر بھلائی پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ ذکر، صلوٰۃ وسلام، رسول خدا پر اور آپ ﷺ کی مدح پر'' (فتاویٰ حدیثیہ) 12 محدث کبیر علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''یہ عمل حسن (محفل میلاد) ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکہ ومدینہ، مصر، یمن وشام تمام بلاد عرب اور مشرق ومغرب کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے اور وہ میلاد النبی ﷺ کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں'' (المیلاد النبوی) 13۔ استاد مسجد حرام مکہ مکرمہ شیخ محمد بن علوی المالکی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''حضو ﷺ اپنی میلاد شریف کے دن کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر اسے بہت بڑا اور عظیم واقعہ قرار دیتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا فرماتے کہ یہ آپ کے لئے بہت بڑا انعام واکرام ونعمت ہے۔ نیز اس لئے کہ تمام کائنات پر آپ ﷺ کے وجود مسعود کو فضیلت حاصل ہے'' (حوال الامتفال بالمولد النبوی شریف)

14۔ علامہ شہاب الدین احمد بن محمد المعروف امام قسطلانی فرماتے ہیں ''حضو ﷺ کے پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے رہے اور دعوت طعام کرتے رہے ہیں۔ اور ان راتوں میں انواع واقسام کی خیرات کرتے رہے اور سرور ظاہر کرتے چلے آئے ہیں'' (مواہب لدنیہ جلد اول) 15۔ حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے فرماتے ہیں ''مجھے لوگوں نے بتایا کہ جو ملک مظفر (بادشاہ وقت) کے دستر خوان پر میلاد شریف کے موقع پر حاضر ہوئے کہ اس کے دستر خوان پر پانچ ہزار بکریوں کے بھنے ہوئے سر، دس ہزار مرغ، ایک لاکھ پیالی مکھن کی اور تیس طباق حلوے کئے تھے اور میلاد میں اس کے ہاں مشاہیر علماء اور صوفی حضرات حاضر تھے۔ ان سب کو خلعتیں عطا کرتا تھا۔ اور خوشبودار چیزیں سنگھاتا تھا اور میلاد پاک پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا (سیرۃ النبوی) 16۔ حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جس طرح آپ خود اپنی ذات پر درود وسلام بھیجا کرتے تھے، ہمیں چاہئے کہ ہم آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی میں جلسہ کریں، کھانا کھلائیں اور دیگر عبادات اور خوشی کے جو طریقے ہیں (ان کے) ذریعے شکر بجالائیں'' (اثبات المولد والقیام) 17۔ پیران پیر حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہر اسلامی مہینے کی گیارہ تاریخ کو سرکار دوعالم ﷺ کے حضور نذر ونیاز پیش فرماتے تھے (قرۃ الناظر) 18۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیان فرماتے ہیں ''میرے والد نے مجھے خبر دی کہ میں عید میلاد النبی ﷺ کے روز کھانا پکوایا کرتا تھا۔ ایک سال تنگدست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر صرف بھنے ہوئے چنے تھے۔ میں نے وہی چنے تقسیم کردیئے۔ رات کو سرکار دوعالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا اور کیا دیکھتا ہوں کہ حضو ﷺ کے سامنے وہی چنے رکھے ہیں اور آپ ﷺ خوش ہیں'' (درثمین) 19۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ 12 ربیع الاول کو ان کے ہاں لوگ جمع ہوتے، آپ ذکر ولادت فرماتے پھر کھانا اور مٹھائی تقسیم کرتے (الدر المنظم)

20۔ مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ 12 ربیع الاول کو ہر سال بڑے تزک احتشام سے محفل میلاد منعقد کراتے، جو نماز عشاء سے نماز فجر تک جاری رہتی پھر کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پیش کیا جاتا اور مٹھائی تقسیم ہوتی، کھانا کھلایا جاتا (تذکرہ مظہر مسعود)

## حلقۂ ذکر الٰہی' تعلیمات اسلامی ودینی تربیتی مجالس

### بروز جمعرات

☆ بعد عصر تا مغرب: حلقۂ ذکر جہری ووعظ (بمقام درگاہ حضرت سیدنا میر شجاع الدین صاحب قبلہ رحمت اللہ علیہ، عیدی بازار حیدرآباد)۔

### بروز جمعہ

☆ 2-00 تا 3-00 بجے: خطاب' علامہ مولانا سید شاہ عبیداللہ قادری' آصف پاشاہ صاحب قبلہ (بمقام جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد) نماز جمعہ بوقت 3-15 بجے

☆ بعد نماز جمعہ: مجلس درود وذکر، نذرانۂ سلام بحضور خیر الانام ﷺ۔

### بروز ہفتہ

☆ دینی تربیتی کیمپ

بعد مغرب تا اتوار کی عشاء

ذکرواذکار، وظائف و درود، فقہی و بنیادی مسائل، تذکرۃ الاولیاء، مراقبہ، پنجگانہ نمازوں کے علاوہ تہجد واشراق کی عملی تربیت

(بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

### بروز اتوار

☆ دوپہر 2 تا 3 بجے: حلقۂ ذکر، درس حدیث، خطبات غوث الاعظمؓ، فقہی مسائل، تذکرۃ الاولیاء۔

### بروز پیر

☆ بعد نماز مغرب تا عشاء حلقہ ذکر ودرس بمقام بارگاہ حضرت حافظ سید عبداللہ شاہ شہیدؒ عیدی بازار، حیدرآباد۔

### بروز منگل

☆ مغرب تا عشاء: درس تصوف، سوال وجواب (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

☆ بعد گیارہ روزہ محافل

**روزانہ:** بعد نماز مغرب ذکر جہری (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ، عقب جامع مسجد شجاعیہ چارمینار، حیدرآباد۔

### زیرنگرانی وزیرسرپرستی

حضرت العلامہ مولانا

**سید شاہ عبیداللہ قادری'**
**آصف پاشاہ صاحب قبلہ**

سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہؒ، متولی وخطیب جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد۔

### زیرانتظام:

انجمن خادمین شجاعیہؒ آندھراپردیش

040-66171244

## تصانیف شعبہ نشرواشاعت انجمن خادمین شجاعیہ

☆ کشف الخلاصہ ☆ مناجات ختم قرآن مجید ☆ دینی تعلیمی نصاب

☆ خطبات شجاعیہؒ ☆ سیرت شجاعیہؒ ☆ مناقب شجاعیہؒ

☆ دل کی بیماریاں اوران کا علاج ☆ رسالہ فضائل رمضان ☆ اورادووظائف

**Books of**
**Shujaiya Anjuman-e-Khadimeen**

☆Kashful Qulasa ☆Munajat-e-Khatm-e-Quran ☆Deeni Taleemi Nisab ☆Qutbat-e-Shujaiya ☆Seerat-e-Shujaiya ☆Manaqab-e-Shujaiya ☆Dil Ki Bimariyan aur inka Ilaaj

**Books Available at :** کتابیں حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

#:Khanqahe Shujaiya, Backside Jama Masjid Shujaiya Charminar Hyderabad. **PH:040-66171244**

معلوماتی

شجاعیہ ٹائمز

14 ستمبر 2025 ء

## سورۃ الاعراف

.1 اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے بیزاری (و دست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح و امن کا) معاہدہ کیا تھا (لیکن اُنہوں نے معاہدہ توڑتے ہوئے حالتِ جنگ کو پھر بحال کر دیا)۔ o2. پس (اے مشرکو!) تم زمین میں چار ماہ (تک) گھوم پھر لو (اس مہلت کے اختتام پر تمہیں جنگ کا سامنا کرنا ہوگا) اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور بیشک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ o3. (یہ آیات) اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حجِ اکبر کے دن اعلانِ (عام) ہے کہ اللہ مشرکوں سے بے زار ہے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی (ان سے بری الذمّہ ہے)، پس (اے مشرکو!) اگر تم توبہ کر لو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ تم ہرگز اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے، اور (اے حبیب!) آپ کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیں o

.6 اور اگر مشرکوں میں سے کوئی بھی آپ سے پناہ کا خواست گار ہو تو اسے پناہ دے دیں تا آنکہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر آپ اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دیں، یہ اس لئے کہ وہ لوگ (حق کا) علم نہیں رکھتے o

.7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے۔ o7. (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے o.9 انہوں نے آیاتِ الٰہی کے بدلے (دنیوی مفاد کی) تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی پھر اس (کے دین) کی راہ سے (لوگوں کو) روکنے لگے، بیشک بہت ہی برا کام ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں o

## حدیث شریف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بظاہر تو پراگندہ بال اور غبار آلود (یعنی نہایت خستہ حال اور پریشان صورت) نظر آتے ہیں جن کو (ہاتھ یا زبان کے ذریعہ) دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے لیکن وہ (خدا کے نزدیک اتنا اونچا درجہ رکھتے ہیں کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھا لیں تو اللہ ان کی قسم کو یقیناً پورا کرے۔" (مسلم)

" جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے" اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ واقعتاً دنیا داروں کے دروازوں پر جاتے ہیں ان کو وہاں سے دھکیلا جاتا ہے کیونکہ جو لوگ اللہ کے لئے دنیا کی ظاہری زینت وعزت کی چیزوں سے دور رہتے ہیں، ان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ کوئی ایسا کام کریں گے جس سے ذلت اٹھانا پڑے، بلکہ اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانی عظمتوں کا راز ان کی شکستہ حالی میں پوشیدہ ہوتا ہے اور ان کا ظاہر، ان کے باطن کا اس حد تک سرپوش ہوتا ہے کہ اگر بالفرض وہ کسی کے گھر جانا چاہیں تو لوگوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر و منزلت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو دروازہ ہی پر روک دیا جائے مکان میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ جب وہ دروازوں سے دھکیلے جا سکتے ہیں تو ان کو مجلسوں اور محفلوں میں آنے سے بطریق اولی روکا جا سکتا ہے اور اس میں حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ ان کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہو اور وہ ایسی حالت میں رہیں جس سے لوگ ان کی طرف مائل و ملتفت ہوں، تاکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے کوئی انس و رغبت نہ ہو۔ پس حقیقت میں اللہ تعالیٰ ان پاک نفس بندوں کو دنیا داروں اور ظالموں کے دروازوں پر کھڑے رہنے اور ان کے حرام مال کے کھانے پینے سے محفوظ رکھتا ہے، جیسا کہ کوئی شخص اپنے مریض کو آب و ہوا اور نقصان دہ غذاؤں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے مولیٰ کے در کے علاوہ اور کسی دروازے پر حاضری نہیں دیتے اور اپنے کمال استغناء اور بے نیازی کی وجہ سے اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

"اور اگر وہ اللہ پر قسم کھائیں الخ" کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اللہ پر اعتماد کر کے اور اس کی قسم کھا کر یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا یا فلاں کام نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کرتا ہے بایں طور کہ ان کے کہنے کے مطابق اس کام کو کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

# سب غایتوں کی غایتِ اولیٰ تم ہی تو ہو!

یہ کائنات جو صدیوں سے خزاں کی زد میں تھی، اس میں بہار آنے کو تھی۔ یہ انسانی تاریخ کی وہ ساعت تھی، جس کے انتظار میں زمین و آسمان کروڑوں برس سے دیدہ و دل فرشِ راہ کئے ہوئے تھے، وہ ہستی ظہور پذیر ہونے والی تھی، جس پر خود خالق کائنات کو ناز ہے۔ باعثِ تخلیق کائنات، وہ فخرِ کونینؐ جن کی بشارت حضرت عیسیٰؑ تک سب ہی پیغمبروں نے دی، آپؐ کی ذات، وہ ذاتِ گرامی ہے، جسے توحید کا آفاقی پیغام پہنچانا تھا اور درحقیقت یہی وہ ذاتِ باسعادت ہیں، جن کے لئے کائنات تخلیق کی گئی، بقول مولانا ظفر علی خان

سب غایتوں کی غایتِ اولیٰ تمہی تو ہو

قرآن نے آپؐ کے متعلق فرمان جاری کیا: ''بے شک آپؐ تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں''۔ آپؐ کیا تشریف لائے کہ آفتاب ہدایت کی کرنیں اپنے نور کے ساتھ ہر طرف پھیل گئیں، آپؐ کی ولادتِ باسعادت بارہ (۱۲) ربیع الاول بروز پیر ۵۷۱ء میں ہوئی۔ آپؐ کا نام محمدؐ رکھا گیا۔ نبوت کے بعد حضرت محمد پیغمبر اعظم اور خاتم الانبیاء کے پاکیزہ خطابات سے سرفراز ہو کر رشد و ہدایت اور تبلیغ دین کے عظیم منصب پر فائز ہوئے۔ آپؐ کی آمد سے قبل دنیا تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی، یکایک آفتاب اسلام طلوع ہُوا، دنیا کی قسمت جگمگا اٹھی، روئے زمین کے سرتاج کا ظہور ہوا اور اس کے فوراً بعد ایک مثالی اُمّت کی تشکیل عمل میں آئی، جس کا کام ساری قوموں کو دین کی دعوت دینا ہے۔ نورِ اسلام کی کرنیں چہار سو پھیلیں، اسلام کا مثالی نظام قائم ہوا، اسلامی حکومت کی تاسیس عمل میں آئی، جو دنیا میں بُرے تھے، سب سے اچھے ہو گئے۔ خدا کی شان ہے، ساری دنیا میں ایک ایسا انقلاب آیا کہ اس سے بہتر انقلاب نہ تاریخ نے دیکھا اور نہ اسلام سے علحدہ ہو کر آئندہ تاریخ دیکھے گی۔

ہر بڑے واقعے کے ظہور سے پہلے کچھ ایسے آثار رونما ہوتے ہیں، جن سے اُس واقعے کی حقیقت کی طرف رہنمائی ہوتی ہے۔ پیغمبر اعظم حضرت محمد ﷺ کی والدہ؟ ماجدہ نے اُس شرف کو محسوس کر لیا تھا، جو آپؐ کے وجود گرامی سے ظاہر ہونے والا تھا، آپؐ کی ولادت باسعادت سے قبل بی بی آمنہ نے ایک عجیب خواب دیکھا، جس کی تعبیر یہ دی گئی کہ انسانیت کو ہدایت اور نجات نصیب ہوگی۔ ایسا ہی ایک خواب بزرگوار دادا عبدالمطلب نے بھی دیکھا کہ مشرق سے مغرب تک ایک سنہری زنجیر ہے، جس کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ اُن کی نسل میں ایک ایسی ہستی پیدا ہوگی، جس کے تابعِ فرمان اہلِ مشرق و مغرب ہوں گے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ خالد بن العاص نے خواب میں دیکھا کہ زمزم سے روشنی کا فوّارا بلند ہو رہا ہے۔ جب آنحضرتؐ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا اور امّت مسلمہ کی تنظیم کا وقت آیا تو خالد محض اس خواب کے اثر سے مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہو گئے۔

آپؐ جس سال عالمِ موجودات میں تشریف لائے، وہ عام الفیل کا سال تھا۔ جب دنیا کے مقدس دینی اور تاریخی مرکز مکۂ معظّمہ میں یہ واقعہ ایک ہولناک سانحے کی صورت میں رونما ہو چکا تھا، تو وہ ہستی پیدا ہوئی، جس کے دم قدم سے ساری دنیا کی ہدایت، سلامتی اور امن وابستہ تھا۔ بارہ سال کی عمر میں عیسائی راہب بحیرہ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ کر پیش گوئی کی کہ انجیلِ مقدس کے مطابق یہ بچّہ ساری دنیا کا سردار ہوگا۔ بیس سال کی عمر میں آپؐ نے حرب فجار کا محاذ دیکھا اور صلح نامہ میں شرکت کی، اس معاہدے کی واحد دفعہ یہ تھی کہ کوئی عرب، مظلوم کے مقابلے میں ظالم کی مدد اور حمایت نہیں کرے گا۔ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ یہ معاہدہ میرے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ قیمتی ہے۔

۲۵ سال کی عمر میں آپؐ صادق اور امین کے لقب سے سرفراز ہوئے، چالیس برس کی عمر میں نبوّت و رسالت کے عظیم منصب سے سرفراز ہوئے۔ حکومت الٰہی کے واجبات اور احکامِ خداوندی پر مامور ہوئے۔ آنحضرتؐ کا ۱۱ ہجری میں وصال ہوا۔ آپؐ کی زندگی کا ایک ایک پل تاریخ میں محفوظ ہے۔ یہ ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ محسنِ انسانیت، پیغمبر رحمت ﷺ نے دنیا کو توحید کے نور سے منور کیا، آپؐ نے کفر و شرک ظلم و جہالت کی تاریکیوں کو ختم کیا، آپؐ نے ایک ایسا انقلاب برپا کیا، جس کی بنیاد تحمّل و برداشت، اتفاق و اتحاد، رواداری، انسان دوستی اور امن و سلامتی پر تھی۔ آپ نے دنیا کو توحید کی دعوت دی، آپ کا آفاقی پیغام آج بھی زندہ ہے، اس کی تاثیر آج بھی وہی ہے، جس کی بنیاد پر آپ نے ایک مثالی معاشرہ قائم کیا۔ آپ کی تعلیمات میں آج بھی وہی اثر انگیزی ہے۔ یہ مسلم اُمّہ کی ذمے داری ہے کہ وہ دنیا میں توحید کا نور عام کرنے اور اسلام کا آفاقی پیغام ساری انسانیت کو پہنچانے میں اپنا کردار ادا کریں۔

**حضرت ابوبکر صدیقؓ**: '' جس کسی نے میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ایک درہم بھی خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا''۔

**حضرت عمر فاروقؓ**: '' جس نے مولد شریف کی تعظیم کی وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے اپنے دین کو پا لیا''۔

**حضرت عثمان غنیؓ**: ''جس کسی نے نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے روز ایک درہم بھی خرچ کیا گویا وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ جنگ بدر و حنین میں موجود تھا''۔ (ثواب کے مطابق)۔

**حضرت مولا علی المرتضیٰ**: جس نے مولد شریف کی تعظیم میں تقریب منعقد کی اس نے اس دنیا سے ایمان کا تحفہ حاصل کیا اور جنت میں داخل ہوا بغیر کسی سوال کے''۔ (النعمت الکبریٰ، صفحہ ۷/۸۔ پبلشر حقیقت کتابوی' ترکی)۔

معلوماتی

شجاعیہ ٹائمز
انگریزی ہفت روزہ

14 ستمبر 2025 ء

# رسول اللہ ﷺ سے محبت اور اس کے تقاضے

ربیع الاول کا مہینہ شروع ہو چکا ہے، اسی مہینے میں آقا و مولانا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی، اسی ماہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور اسی ماہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم آخرت کی طرف کوچ فرمایا، اس طرح اس ماہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے ایک خاص مناسبت ہے۔

یوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کی عظمت کا تقاضہ ہے کہ مسلمانوں کا کوئی دن اور کوئی لمحہ ایسا نہ ہو، جب اس کے دل کی دنیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد سے ا?باد نہ ہو؛ لیکن حیات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ماہ کی خصوصی نسبت کی وجہ سے عام طور پر اس موقع پر زیادہ جلسے کئے جاتے ہیں، اخبارات ورسائل کے نمبرات نکلتے ہیں اور مختلف طریقوں پر سیرت طیبہ کے تذکرہ کو تازہ کیا جاتا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اُپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ صرف ایمان لانا ضروری ہے؛ بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہاء • عظمت اور تمام چیزوں سے بڑھ کر محبت ہمارے دلوں میں ہو، یہ محبت ہمارے ایمان کا جز واور ہمارے دین کی اساس ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ اس امت کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جو غیر معمولی جذبہ کارفرما ہے، دوسرے مذاہب کے متبعین میں اپنے پیشواوں سے متعلق اس کا سوواں حصہ بھی نہیں ملتا، اور کیوں نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے بعد ہر مسلمان کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات سب سے محبوب ترین ہستی ہے، اس کو اپنے وجود سے بھی بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور اگر اس کا سینہ اس جذبہ سے خالی ہو تو وہ مسلمان ہی باقی نہیں رہے گا۔

محبت کے تقاضوں میں یہ بات شامل ہوتی ہے کہ انسان محبت کا اظہار کرے، اللہ اور رسول کی محبت تو مومن کے لئے معراج ہے؛ لیکن انسان تو دنیا میں بھی جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اسے اظہار محبت کے بغیر چین نہیں ملتا؛ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا فطری تقاضہ آپ سے محبت کا اظہار بھی ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ اظہار محبت کا طریقہ کیا ہو؟ ----تو محبوب کے لحاظ سے محبت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

انسان کو اپنے والدین سے بھی محبت ہوتی ہے اور اولاد سے بھی، استاذ اور شیخ سے بھی محبت ہوتی ہے اور شاگرد و مرید سے بھی، شوہر و بیوی بھی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اور دوستوں میں بھی باہم محبت کا تعلق ہوتا ہے، لیکن ہر جگہ اظہار محبت کا ایک ہی انداز نہیں ہوتا، اظہارِ محبت میں دو باتوں کو خاص طور پر ملحوظ رکھا جاتا ہے، محبوب کا مقام و مرتبہ اور محبوب کی پسند، مقام و مرتبہ کا لحاظ بے حد ضروری ہے۔

ایک شخص اپنے بچوں سے پیار کرتے ہوئے محبت کے جو بول بولتا ہے اور جو طریقہ کار اختیار کرتا ہے، اگر وہی الفاظ اپنے ماں باپ سے کہے اور وہی طریقہ ان کے ساتھ اختیار کرے تو یہ محبت کی بجائے بے ادبی اور گستاخی ہو جائے گی، اسی طرح کسی شخص کو جوش ء پسند نہ ہو، آپ اس کی پسند و ناپسند کی پرواہ کئے بغیر اس کی ناپسندیدہ ش ء بطور اظہار محبت کے اس کے سامنے پیش کر دیں تو یا تو اسے بے وقوفی سمجھا جائے گا یا تمسخر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے اظہار میں بھی ان دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھنا ضروری ہے، ہمارے بعض شعراء نعتیہ اشعار کچھ اس طرح کہتے اور پڑھتے ہیں کہ جیسے اپنی محبوبہ کے گیسو و عارض کی تعریف کرر ہے ہوں اور اس کے سراپا کا نقشہ کھینچ رہے ہوں، ظاہر ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اظہار محبت کا ناشائستہ طریقہ ہے، اخبارات میں ایک طرف ایسا اشتہار ہوتا ہے، جس کا تعلق ملبوسات کی دکان سے ہے اور جس میں نیم عریاں شکل میں آنچل لہراتی ہوئی ایک عورت کھڑی ہوئی ہے اور ٹھیک اسی کی پشت پر یا اوپر نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ذکر ہے، سوچئے، کیا یہ بے ادبی نہیں ہے؟ کاغذ کی ایسی جھنڈیاں تیار کی جائیں، جن پر کلمہ طیبہ ہو اور جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام ہو اور یہی جھنڈیاں چند دنوں کے بعد زمین میں قدموں سے پامال کی جائیں، کیا یہ بے احترامی نہیں ہے؟

افسوس کہ اظہار محبت کے نام پر کتنی ہی ایسی حرکتیں کی جاتی ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کے خلاف ہیں۔ بہت سی باتیں جو اختیار کی جاتیں ہیں، وہ ایسی ہیں، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی انسان کو تکلیف پہنچانے کے عمل سے منع فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے درخت کو کاٹنے سے منع فرمایا؛ کیوں کہ اس کی وجہ سے انسان سایہ سے محروم ہوتا ہے اور ماحولیاتی توازن متاثر ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کی نالی راستے پر نکالنے سے روکا؛ تاکہ تعفن پیدا نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ میں کچرا اور تکلیف دہ چیزیں ڈالنے سے منع فرمایا، یہاں تک کہ ارشاد ہوا کہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا بھی ایمان میں داخل ہے۔

تکلیف دہ چیزوں میں راستہ کی رکاوٹ بھی ہے، راستہ میں ایسی چیزیں رکھ دینا کہ ٹریفک کا بہاو متاثر ہو جائے، اس طرح کھڑا ہو جانا کہ چلنے والوں کے لئے رکاوٹ پیدا ہو جائے اُس اذی، (تکلیف دہ چیز) میں داخل ہے، جس کے ہٹانے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ ایسی رکارڈنگ لگانا کہ محلّہ کے لوگوں کے لئے سونا دشوار ہو جائے یا بیماروں کو تکلیف ہونے لگے، ایذا ہی کی ایک شکل ہے، حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت کسی جگہ جاتے تو ایسی آواز میں سلام فرماتے کہ جو لوگ بیدار ہوں وہ سن لیں اور جو لوگ سوئے ہوئے ہوں، ان کی نیند میں خلل واقع نہ ہو: ''-----فیجی ء من اللیل فیسلم تسلیما لا یوقظ نائما ویُسمع یقظان'' (مسلم شریف)

یہاں تک کہ آپ انے قرآن مجید بھی بہت اونچی آواز میں پڑھنے کو پسند نہیں فرمایا، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو زور زور سے قرآن مجید پڑھتے ہوئے سنا تو پردہ ہٹایا اور فرمایا کہ تم سب اپنے پروردگار سے سرگوشی کر رہے ہو؛ لہٰذا ایک دوسرے کو تکلیف نہ پہنچاو اور قرآن پڑھنے میں ایک دوسرے سے آواز بلند نہ کرو: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہنے میں بھی بہت بلند آواز کو پسند نہیں فرمایا، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، جب ہم بلندی پر چڑھتے تھے تو تکبیر کہتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اپنے آپ پر نرمی سے کام لو، تم کسی ایسی ذات کو نہیں بلا رہے ہو، جو سنتا نہ ہو یا موجود نہ ہو؛ بلکہ اس خدا کو پکار رہے ہو، جو خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا اور تم سے قریب ہے: ''لا تدعون اصم ولا غائبا تدعون سمیعا بصیرا قریبا'' (بخاری شریف)

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے ریکارڈ بجانا کہ جس کی آواز لوگوں کے لئے تکلیف دہ ہو اور جلسوں کے اسپیکر اتنی دور دور تک پھیلا دینا کہ لوگوں کی نیند میں خلل ہو جائے، ایسے طریقے ہیں جو ہمارے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فضول خرچی نہایت ناپسند تھی، قرآن مجید میں تقریباً بیس آیتوں میں فضول خرچی کو منع کیا گیا ہے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھانے اور کپڑے ہی میں نہیں؛ بلکہ صدقہ کرنے میں بھی اسراف نہ ہونا چاہئے: ''کلوا وتصدقوا والبسوا فی غیر اسراف'' (نسائی شریف)

صدقہ میں اسراف کا مطلب یہ ہے کہ کسی خیر کے کام میں ضرورت سے زیادہ خرچ کر دیا جائے، یا اتنا خرچ کر دیا جائے کہ خود دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے حالات پیدا ہو جائیں، فضول خرچی کی دو صورتیں ہیں: کسی جائز کام میں ضرورت سے زیادہ خرچ کیا جائے یا کسی بے جا کام میں خرچ کیا جائے----اب غور کریں تو ربیع الاول میں اظہار مسرت کے لئے جو طریقے اختیار کئے جاتے ہیں، ان میں بعض صورتیں یقیناً فضول خرچی کے دائرے میں آجاتی ہیں، یہ اللہ اور اس کے رسول کو ناراض کرنے والی بات ہے نہ کہ ان کو خوش کرنے والی۔

ایک بات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلمکو بہت ہی ناپسند تھی، وہ ہے غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنا، یوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لباس و پوشاک اور تہذیب و تمدن میں بھی غیر مسلموں کی مماثلت کو ناپسند فرماتے تھے؛ لیکن خاص کر دینی امور میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات حد درجہ ناپسند تھی؛ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی اور قوم کی مشابہت اختیار کرے، وہ ان ہی میں شامل ہے: ''من تشبہ بقوم فہو منہم'' (ابوداود شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کے نکلنے، سورج کے نصف آسمان پر رہنے اور سورج کے ڈوبنے کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا؛ اس لئے کہ جو قومیں آفتاب کی پرستار تھیں، وہ ان ہی اوقات میں آفتاب کی پوجا کیا کرتی تھیں، یہودی دیر سے روزہ افطار کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو افطار میں عجلت کا حکم دیا، یہودی دس محرم کو روزہ رکھتے تھے، تو ا?پ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ مزید ایک روزہ ملا کر روزہ رکھنے کا حکم فرمایا، (سنن الترمذی)

اگر اس پس منظر میں دیکھیں تو دیپ جلانا، چراغاں کرنا ہمارے ہندو بھائیوں کا شعار ہے، وہ چراغ جلا کر دیوالی مناتے ہیں اور اس سے ان کا ایک مذہبی تصور متعلق ہے، عیسائی حضرات کرسمس کے موقع پر پنج پہلو ستاروں کی شکل میں روشنی کا اہتمام کرتے ہیں اور ان کے یہاں بھی اس سے ایک مذہبی تصور متعلق ہے؛ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ نے کسی اسلامی تقریب کے لئے اس کی دعوت نہیں دی یا اس طرح کا عمل نہیں کیا، اسی طرح رنگ پھینکنا ہمارے برادران وطن کا طریقہ رہا ہے اور وہ اس کے لئے مستقل طور پر ہولی کا تہوار مناتے ہیں، اسلام میں ایک دوسرے پر رنگ پھینکنے کا کوئی تصور نہیں ہے۔

غور کیجئے کہ کہیں ہم غیر مسلم بھائیوں کے مذہبی اور تہذیبی شعائر کی طرف تو قدم بڑھاتے نہیں جا رہے ہیں؟ غرض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات چھپی ہوئی نہیں ہے؛ بلکہ وہ روشن آفتاب کی طرح ہم سب کے سامنے ہیں، ہم ان کو پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند و ناپسند کو جان سکتے ہیں، اور اس کی ترازو میں اظہار محبت کے ان طریقوں کا تجزیہ کر سکتے ہیں، جن کو آج ہم نے اختیار کر رکھا ہے۔

ہم اس ماہ میں ضرور اپنی خوشی کا اظہار کریں؛ لیکن طریقہ ایسا ہو کہ وہ شریعت کی میزان میں بھی درست ہو اور اس سے دینی نفع بھی ہو۔ اظہار مسرت کا ایک بہتر طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم لوگ اس یادگار مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے پڑھنے اور اپنی نئی نسل تک اس کو پہنچانے کا اہتمام کریں، اللہ کا شکر ہے کہ ہر زبان میں سیرت کا لٹریچر موجود ہے، یہ کتابیں مختصر بھی ہیں، متوسط ضخامت کی بھی ہیں اور ضخیم بھی، ہم خود ان کا مطالعہ کریں اور اپنے مطالعہ کو نئی نسل تک پہنچائیں، خواتین اور بچوں کو سنائیں۔

آج صورت حال یہ ہے کہ مسلمان نوجوانوں، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور طلبہ و طالبات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اولاد اور پاک بیویوں کے نام تک یاد نہیں، اگر ان سے آپ کے صحابہ کا نام دریافت کیا جائے تو چاروں خلفاء • کے بعد کم لوگ ہوں گے جو کسی پانچویں صحابی کا نام بتا سکیں، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دس بیس واقعات بھی ان کو معلوم نہیں ہیں، کیا یہ بات محبت کے تقاضے میں داخل نہیں ہے کہ انسان اپنے محبوب کو جانے، پہچانے اور دوسروں سے اس کا تعارف کرائے؟ پس آیئے کہ اس مہینے کو ہم لوگ سیرت کے پڑھنے اور اپنی نئی نسل تک سیرت نبوی کو پہنچانے کا مہینہ بنائیں، اس کے لئے ایک منصوبہ بنائیں، کوئز پروگرام منعقد کریں اور بچوں کو انعام دے کر انہیں سیرت نبوی سے واقف کرائیں۔

**اظہار محبت کا دوسرا مناسب طریقہ**

ہم برادران وطن تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت نواز تعلیمات کو پہنچائیں، اس وقت مغرب کی جانب سے ایک منظّم کوشش کی جا رہی ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کی جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے لئے مختلف حربے استعمال کئے جا رہے ہیں، جب اس طرح کے واقعات پیش آتے ہیں تو ہم لوگ احتجاج کرتے ہیں اور ہم اس احتجاج میں حق بجانب بھی ہیں؛ لیکن یہ اس مسئلہ کا پائیدار اور مستقل حل نہیں ہے۔

اس کا اصل حل یہ ہے کہ غیر مسلم بھائیوں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پہنچائی جائے، خاص کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند اخلاقی کے واقعات اور انسانیت نواز تعلیمات کو عام کیا جائے، مقامی زبانوں میں سیرت کا لٹریچر زیادہ سے زیادہ مقدار میں شائع کیا جائے اور ایک ایک غیر مسلم بھائی تک اس کو پہنچانے کی کوشش کی جائے۔

اگر ہر صاحب استطاعت مسلمان یہ طے کر لے کہ وہ انگریزی، ہندی یا ہندوستان کی کسی مقامی زبان میں موجود سیرت کی کتاب کے ایک سو تا ایک ہزار نسخے اپنے برادران وطن تک پہنچائے گا، ہاسپٹل جا کر مریضوں میں، ریلوے اسٹیشن اور بس اسٹینڈوں پر جا کر مسافروں میں، اسکولوں اور کالجوں میں جا کر اساتذہ اور طالبات میں تقسیم کرے گا، تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا حقیقی اظہار ہوگا، اس طرح غلط فہمیوں کے بادل چھٹیں گے، لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی کو پہچانیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوگی۔

اظہار محبت کا تیسرا طریقہ

جس کی خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دی ہے---درود شریف کی کثرت ہے، گھروں میں ایسا ماحول بنایئے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھیں، ہر مسلمان خاندان طے کرے کہ کم سے کم اس ماہ میں ہم سب مل کر ایک لاکھ دفعہ درود شریف پڑھیں گے اور آئندہ بھی سہولت کے لحاظ سے اس کا سلسلہ جاری رکھیں گے، تو آپ کی احسان شناسی کا مناسب اظہار ہوگا؛ کیوں کہ امت کا درود شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور درود کی یہ کثرت انشاء اللہ آخرت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میں حصہ دار بنائے گی۔

اگر ہم سیرت کا پیغام مسلمانوں تک پہنچا کر، غیر مسلموں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلمکی ذات سے واقف کرا کر اور درود شریف کی کثرت کے ذریعہ آپ سے محبت و تعلق کا اظہار کریں تو یہ اظہار محبت کی کتنی بہتر، مفید اور ثمر آور صورت ہوگی، کاش! ہم ٹھنڈے دل سے اور دینی تعلیمات کو سامنے رکھ کر اس مسئلہ پر غور کریں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

**Edited, Printed, Published & Owned by : Syed Shah Obaidullah Qadri, Managing Editor: S.M.Ibrahim Qadri, Sub-Editor: Syed Baquar**
Print at: Aijaz Printing Press S.No. 22-8-81, Chatta Bazar, Hyderabad. Published from:Office Shujiya Times D.No.22-5-918/15/A, Charminar Hyderabad-2. PH:66171244,Tel/Fax:24515253, Email:shujaiyatimes@yahoo.com, Facebook:Shujaiyatimes.HYD Website: www.shujaiya.com